عہد قدیم میں سراغ رسانی: قرآن کی روشنی میں

ناصر مجید

ریسرچ اسکالر، شعبۂ علوم اسلامی جامعہ کراچی، کراچی

Abstract

*Intelligence system is considered to be one of the important tools used by military and civil secret agencies to defend and strengthen a nation. Intelligence system is thought to be one of the oldest studies of known history. Intelligence system consists of correct and accurate This information, gathered after great struggle and facing difficulties. department is related to both peace and war. Intelligence is a basis of formulating all military strategies and plans. The importance of Intelligence system both in day to day life and as a nation cannot be overemphasized. This article explains importance, different types, need and role of 'Intelligence system' for a nation's stability and defense. In peace time, information can be obtained by using different means including both " Covert and Overt methods". In these methods information is gathered by multiple sources which includes, TV, radio, internet, reference books, maps, trade and professional directories, information collected from different multinational com*panies, media, cultural delegations, different *spies, satellites etc. Information gathered in peace time, plays a pivotal role in the whole intelligence system. This article also throw light on different war strategies and tactics to win the war by Chinese war strategist 'Sun Tzu', narrated in its book 'Art of War'. Different aspects of Intelligence system of Holy Prophet (PBUH) has also been briefly touched .*

Key Words: Intelligence system,secret agencies,Concept of Intelligence in Islam.

جاسوسی کا علم خفیہ علوم میں سے ہے۔ جاسوسی درست اور مصدقہ معلومات کا نام ہے جن کا حصول عموماً طور پر سخت جدو جہد اور کوشش کے بغیر ناممکن ہے۔ سراغ رسانی کو عربی میں استخبارات کہا جاتا ہے، جبکہ یہ انگریزی لفظ (Intelligence) کا مترادف ہے۔ ہر مملکت کو اندرونی امن یا بیرونی خطرات سے نمٹنے کے لیے قبل از وقت آگاہی (Fore-Knowledge) کی

بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔

حالت امن میں یہ معلومات مختلف طریقوں سے حاصل کی جاتی ہیں۔ان میں خفیہ اور کھلے ہوئے دونوں ذریعے شامل ہیں۔ان میں ٹی وی، ریڈیو، ٹیلی فون، ریفرنس بکس، نقشہ جات، تجارتی اور پیشہ وارانہ ڈائریکٹریز، ملٹی نیشنل کمپنیوں سے خریدی گئی مطلوبہ معلومات، انٹرنیٹ، میڈیا، ثقافتی طائفے، مختلف النوع جاسوس، سٹیلائٹ وغیرہ سے ملنے والی معلومات حالت امن میں حاصل ہوتی ہیں۔جاسوسی کا بڑا حصہ حالت امن میں اکٹھی ہونے والی معلومات پر مبنی ہوتا ہے۔

استخبارات Intelligence انسانی تاریخ کا قدیم ترین پیشہ ہے۔تہذیب انسانی کے ہر دور میں اس کا استعمال ہوتا رہا۔کبھی اسے دشمن سے بچاؤ کی خاطر استعمال کیا جاتا رہا اور کبھی دوسروں کو شکست دینے اور ان کا مال و املاک غصب کرنے کے لیے بروئے کار لایا جاتا رہا۔انسانی سوچ و فکر کو متاثر کرنے اور اس کے اعمال اور افعال کو مطلوبہ رُخ دینا بھی استخباراتی حربوں میں شامل رہا ہے۔استخبارات کے ذریعے دشمنوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا کام بھی لیا جاتا رہا۔لیکن اس تمام تفسیر و تفصیل کے باوجود استخبارات کو سمجھنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ماہرین آثار قدیمہ نے شام میں کھدائی کے دوران ایسی تختیاں برآمد کی ہیں جو اٹھارویں صدی قبل مسیح کی ہیں۔اس سے سراغ رسانی کی بطور پیشہ قدامت کا بھی پتہ چلتا ہے۔(۱)

سراغ رسانی کا قدیم نام

ملک مغرب قدیم میں اس کو **"حاکم"**، اندلس میں **"صاحب المدینہ"**، تیونس، رے اور ایران میں گشتی پولیس کو **"عریف"** کہا جاتا تھا۔آج کل اس کو **"مقدمة الحارات"** کہا جاتا ہے۔سلف صالحین اس کو **"شرطه"** کہتے ہیں اور بعض اسے **"صاحب العسعس"** کہا کرتے تھے یعنی جرائم پیشہ لوگوں کو تلاش کرنے کے لئے یہ رات میں گشت کیا کرتے تھے۔

جاسوسی بحیثیت فن اسلام سے پہلے بھی مختلف اقوام و ملل میں رائج رہا ہے۔ذیل میں ابتداء تاریخ سے سراغ رسانی کی قدامت کا ثبوت پیش کرنے کی سعی کی جائے گی۔

عہد آدم

کہا جاتا ہے کہ استخباراتی جنگ کا سب سے پہلا شکار انسانیت کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اہلیہ اماں حوّا علیہا السلام تھیں۔شیطان نے اپنی باغیانہ روش کے تحت رحمان کے خلاف جو پہلی مہم جوئی کی وہ رحمان کی محبوب تخلیق انسان کو ذہنی پراگندگی میں مبتلا کر کے کی۔قرآن مجید میں اس واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ رب العالمین فرماتے ہیں:

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْءَاتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَـٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ۔ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ۔ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْءَاتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُل لَّكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ۔ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ قَالَ

اهْبِطُواْ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ۔ قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ (۲)

''پھر شیطان نے اُن کو بہکایا تا کہ اُن کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں، اُن کے سامنے کھول دے۔ اس نے ان سے کہا تمہارے رب نے تمہیں جو اس درخت سے روکا ہے اس کی وجہ اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تمہیں ہمیشہ کی زندگی حاصل نہ ہو جائے۔ اور اس نے اُن سے قسم کھا کر کہا کہ وہ ان کا سچا خیر خواہ ہے۔ اس طرح دھوکہ دے کر وہ اُن کو رفتہ رفتہ اپنی ڈھب پر لے آیا۔ آخرکار جب انہوں نے اس درخت کا مزہ چکھ لیا تو ان کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور وہ اپنے جسموں کو جنت کے پتوں سے ڈھانپنے لگے۔ تب اُن کے رب نے انہیں پکارا، کیا میں نے تمہیں اس درخت سے نہ روکا تھا۔ اور نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ دونوں بول اٹھے اے رب! ہم نے اپنے اوپر ستم کیا، اب اگر تم نے ہم سے درگزر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے۔ فرمایا اُتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لیے ایک خاص مدت تک زمین میں ہی جائے قرار ہے اور سامانِ زیست ہے۔ اور فرمایا وہیں تم کو جینا اور وہیں تم کو مرنا ہے اور اس میں سے تم کو آخرکار نکالا جائے گا۔''

اگر اسی واقعہ کو بائبل میں مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کا تو جنت میں داخلہ ممنوع تھا لہٰذا اس نے اپنے سہولت کار سانپ کے منہ میں بیٹھ کر جنت میں داخل (Penetrate) ہوا۔ دھوکا دہی اور غلط بیانی سے باوا آدم اور بی بی حوا کو ورغلانے میں کامیاب ہوا۔ (۳)

ایک اور واقعہ حضرت آدم علیہ السلام کا اسرائیلیات میں مذکور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے قبل از مرگ اپنے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام کو بلایا اور ان سے خداوند تعالیٰ کی اطاعت کا وعدہ لیا۔ دن اور رات کے اوقاتِ بندگی انہیں بتلائے اور عبادت میں دوام کا وعدہ لیا۔ عبادت رب کی اہمیت اور اس سے روگردانی کے نقصانات سمجھائے۔ پھر ایک کتاب وصیت تیار کروائی۔

''حضرت آدم علیہ السلام گیارہ دن بیمار رہے۔ بیماری کے دوران کتاب وصیت حضرت شیث علیہ السلام کو تفویض فرمائی اور تاکیداً کہا اس کتاب کو قابیل سے مخفی رکھا جائے۔ چنانچہ حضرت شیث علیہ السلام نے بمطابق وصیت کی۔ اس کتاب کو نہ صرف یہ کہ قابیل سے مخفی رکھا بلکہ اس کے ساتھ اس بات کا کہیں تذکرہ تک نہ کیا۔ شیث علیہ السلام خود اور ان کی اولاد اس کتاب وصیت سے مستفید ہوتے رہے جبکہ قابیل اور اس کی اولاد اس سعادت سے محروم رہے۔'' (۴)

مندرجہ بالا واقعہ سے ذیل کے نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں:

i۔ دشمن ہمیشہ نقصان پہنچانے کیلئے ایک ہمدرد، ناصح اور خیر خواہ کا روپ دھار کے آتا ہے۔ جیسا کہ شیطان نے حضرت آدم کیلئے کیا۔ اس لئے فی زمانہ، ہمیں ضرورت سے زیادہ ہمدرد، خیر خواہ اور ناصح کے رویئے کے بارے میں ایک بار ٹھنڈے دل سے غور کرنے

کی لازمی ضرورت ہے۔ تا کہ آستین کے سانپوں سے نقصان پہنچنے سے پہلے خبردار ہو کر اس کی چالوں کا تدارک کرسکیں۔

ii۔ دشمن اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کیلئے آسان ہدف کی تلاش میں رہتا ہے جس کو وہ باآسانی استعمال کر کے اپنے مقصد کو پا سکے۔ جیسا کہ شیطان نے پہلے حضرت آدم کو بہکانے کی کوشش کی تھی۔ ان سے مایوس ہو کر حضرت حواء کی طرف مائل ہوا جو بوجہ فطری کمزوریوں کے اس کی مسلسل چکنی چپڑی باتوں میں آ گئیں۔ اس لئے کبھی بھی دشمن کی رسائی اپنے آسان ہدف تک نہ ہونے دیں۔

iii۔ دشمن اپنے ایجنٹوں کے توسط سے ہمارے اندر نفوذ کرنے کیلئے ہر ممکنہ اقدامات کرے گا تا کہ اس کی رسائی ہم تک ممکن ہو اور اس کو اپنے ہتھکنڈے آزمانے کا بھرپور موقع مل سکے۔ جیسا کہ شیطان اپنے ایجنٹ سانپ کے منہ میں بیٹھ کر جنت میں داخل ہوا۔ یہ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ دشمن کے داخلے کے تمام راستوں کی مکمل اور ناقابلِ تسخیر نگرانی کی جائے۔

iv۔ غلطی کے مرتکب ہونے کے بعد شیطان کی طرح ہٹ دھرم ہونے کی بجائے حضرت آدم و حواء کی طرح تائب ہو کر اس کی اصلاح کی جائے۔ ایک جاسوس کو اپنی غلطی چھپانے کی بجائے اس سے پہنچنے والے نقصان کا ازالہ اپنا احتساب کر کے کرنا چاہئے۔

v۔ اپنے بعد مناسب لوگوں کی تربیت اور رہنمائی کرنا تا کہ وہ بعد میں کارآمد بن سکیں اور خلا پیدا نہ ہونے پائے جیسا کہ حضرت آدمؑ نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کی تربیت فرمائی۔ نیز اپنے راز غیر متعلقہ اشخاص پر ظاہر نہیں کرنے چاہئے تا کہ وہ کسی بھی موقع پر آپ کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ جیسا کہ حضرت آدمؑ کی ہدایت کے مطابق شیث نے قابیل سے وصیت کو مخفی رکھا۔ (۵)

عہد یعقوبی

قرآن کے ایک اور واقعہ سے بھی جاسوسی کی قدامت کا علم ہوتا ہے۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ برادران یوسف نے حسد کا شکار ہو کر یوسف علیہ السلام کو فرخت کر دیا اور اپنے والد یعقوب علیہ السلام کو بتایا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے۔ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ یوسف علیہ السلام بادشاہ مصر کے مصاحب خاص اور وزیر خزانہ مقرر ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد قحط پڑا۔ تو اردگرد کے ممالک سے لوگ غلہ کی امداد لینے مصر آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں بالخصوص اپنے سگے چھوٹے بھائی بنیامین کو پہچان کر ایک حیلہ کے ذریعے روک لیا۔ دیگر برادران حضرت یوسف علیہ السلام کو نہ پہچان سکے۔ جب وہ بنیامین کے بغیر حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس واپس پہنچے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا:

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ (٦)

''اے میرے بیٹو! ایک دفعہ پھر (مصر) جاؤ، یوسف اور ان کے بھائی بنیامین کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔''

مندرجہ بالا واقعہ سے ذیل کے نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں:

i۔ یہاں ''تحسسوا'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یعنی اپنی حس کا استعمال کرتے ہوئے، جس طرح جاسوس اپنے کو نمایاں کئے بغیر صحیح معلومات حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح تم بھی صحیح معلومات حاصل کر کے دونوں بھائیوں کو تلاش کرنے کی پوری کوشش کر کے اپنے خلوص کا عملی اظہار کرو، کوشش کرنا تمہارا کام ہے، کامیابی دلانا اللہ کا کام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جاسوس کے فرائض میں یہ

شامل ہے کہ اپنی جانب سے پوری کوشش کرے اور اللہ سے کامیابی کی امید رکھے تو وہ یقیناً وہ اپنے ہدف کو حاصل کر لے گا۔

ii۔ برادران یوسف علیہ السلام نے معلومات کے ذریعے اندازہ لگا لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے سوال کرتے ہوئے برادران جواباً سوال کر بیٹھے، کیا آپ ہی یوسف علیہ السلام ہیں؟ اس سے معلوم ہوا کہ وہ اپنی جاسوسی کے ذریعے دونوں بھائیوں کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر چکے تھے۔ صرف شک تھا وہ بھی سوال کے ذریعہ دور کر لیا۔

iii۔ تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اپنے کام میں مخلص ہونا چاہئے۔

iv۔ چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ جاسوس کو ایک راستہ بند ہونے کی صورت میں دوسرا راستہ اختیار کرنا چاہئے، مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ مایوسی مسلمان کی نہیں بلکہ کافر کی صفت ہے۔

v۔ جیسا کہ میں نے پہلے لکھا ہے کہ جاسوسی حواس خمسہ سے کی جاتی ہے۔ یہاں اس سے معلوم ہوتا ہے۔ جاسوس وہ ہے جو حواس خمسہ سے مدد حاصل کرے۔

vi۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جملہ برادران یوسف کو جملہ معلومات حاصل کرنے کا حکم دیا۔ تاکہ مختلف بھائیوں کی حاصل کردہ معلومات جدا جدا طریقوں اور ذریعوں سے حاصل ہوگی۔ تو کسی نتیجہ پر پہنچنا آسان ہوگا۔

vii۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے برادران یوسف کو بھیجتے ہوئے یہ بھی تاکید کی تھی کہ شہر میں الگ الگ راستوں اور دروازوں سے داخل ہونا سب ایک ساتھ ایک ہی دروازہ سے شہر میں داخل نہ ہونا۔ آج بھی جاسوسوں کو مختلف راستوں اور طریقوں سے دوسرے کے ملک میں بھیجا جاتا ہے۔

قصہ یوسف علیہ السلام میں قصۂ یوسفؑ میں استخباراتی معاملات پر کافی بحث ہوئی ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے جس نکتہ پر گفتگو ہوتی ہے، وہ کتمانِ راز کے بارے میں ہے۔ قرآن مجید میں حضرت یعقوبؑ اپنے بیٹے کا خواب سُن کر فرماتے ہیں:

قَالَ يَا بُنَيَّ لاَ تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُواْ لَكَ كَيْداً (۷)

''بیٹا! اپنا یہ خواب بھائیوں کو نہ سنانا ورنہ وہ تیرے دَر پے آزاد ہو جائیں گے۔''

حضرت یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ وہ اس سے حسد رکھتے تھے۔ اور اگر اُن کو اس خواب کی بابت پتہ چل گیا تو وہ حضرت یوسفؑ کو نقصان پہنچائیں گے۔ دوسری بات یہ تھی کہ یوسفؑ ایک صالح کردار کے مالک نوجوان تھے۔ وہ نہ صرف یہ کہ اپنے بھائیوں کو اُن کے کرتوتوں پر روکتے اور ٹوکتے رہتے تھے۔ بلکہ اُن کے کرتوتوں کی اطلاع حضرت یعقوبؑ کو بھی دیتے رہتے تھے۔ یہ لوگ حضرت یوسفؑ سے کافی نالاں تھے۔ چنانچہ حضرت یعقوبؑ کے خدشات درست تھے۔ اور اُنہوں نے اپنے بیٹے کو کتمانِ راز کا حکم دے دیا۔ (۸)

جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر میں متمکن ہوئے اور ارد گرد کے علاقوں میں قحط سالی کی کیفیت پیدا ہو گئی اور مصر میں غلہ کی فراوانی تھی۔ لوگ ہر طرف سے مصر میں غلہ لینے کے لیے آنے لگے۔ ایسے میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے دس بیٹے بھی غلہ لینے کے لیے مصر میں وارد ہوئے۔ وہ اپنے بھائی یوسف کو بھول چکے تھے۔ اُن کے خیال میں وہ مر کھپ گئے تھے۔ ان کے وہم و گمان

میں بھی نہ تھا کہ یوسف علیہ السلام سریر آرائے سلطنت ہوں گے، چنانچہ اُن کے غیر متوقع راستوں سے مصر میں داخلے کے وقت مصر کے سرکاری دستوں نے اُن کو شک میں گرفتار کر لیا۔ اُن کو یوسف علیہ السلام نے پہچان لیا اور اُن سے جو مکالمہ ہوا۔ بائبل کی زبان میں کچھ اس طرح ہے۔

یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا تھا۔ پر اُنہوں نے اسے نہ پہچانا۔ اور یوسف علیہ السلام نے اُن خوابوں کو جو اس نے اُن کی بابت دیکھے تھے، یاد کر کے اُن سے کہا کہ تم جاسوس ہو۔ تم آئے ہو کہ اس ملک کی بری حالت دریافت کرو۔ انہوں نے اس سے کہا۔ نہیں خداوند تیرے غلام اناج مول لینے آئے ہیں۔ ہم ایک ہی شخص کے بیٹے ہیں۔ تیرے غلام جاسوس نہیں ہیں۔ اس نے کہا نہیں تم اس ملک کی بری حالت معلوم کرنے آئے ہو۔ تب انہوں نے کہا تیرے غلام بارہ بھائی ایک شخص کے بیٹے ہیں جو ملک کنعان میں ہے۔ سب سے چھوٹا ہمارے باپ کے پاس ہے اور ایک کا کچھ پتہ نہیں۔ تب یوسف علیہ السلام نے کہا میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ تم جاسوس ہو۔ (۹)

قرآن کریم میں اس واقعے کی طرف اس طرح آیا ہے:

وَجَآءَ اِخوَۃُ یُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَیہِ فَعَرَفَھُم وَھُم لَہٗ مُنکِرُوْن (۱۰)

''اور یوسف کے بھائی اس کے پاس آئے۔ اس نے ان کو پہچان لیا۔ لیکن وہ اسے نہ پہچان پائے۔''

عہد موسوی

روایات تاریخ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنا جاسوسی کا ایک نیٹ ورک قائم کیا ہوا تھا حتیٰ کہ بعض اوقات پرندوں سے بھی جاسوسی کا کام لیا جاتا تھا۔

> ''کہا جاتا ہے کہ شاہ ٹُٹماس سوم کے عہد میں تھیوت نامی ایک کپتان نے اپنے جاسوسوں کی مدد سے جافہ نامی شہر میں کوئی دو سو کے لگ بھگ مسلح سپاہی داخل کیے۔ اس نے ان کو آٹے کے تھیلوں میں بند کیا اور شہر کو جانے والی رسد کے ساتھ بھیج دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی جاسوسی کا ایک نیٹ ورک قائم کیا ہوا تھا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے علاقے میں جاسوسی کیلئے مختلف مہمات روانہ کیں جس کے ذریعہ عالمی خبریں حاصل کرتے اور خبروں کے حصول کیلئے پرندوں سے بھی کام لیا جاتا تھا۔''(۱۱)

اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر حکم دیا کہ انہیں دریائے نیل میں بکس میں بند کر کے ڈال دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ایسا ہی کیا جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے:

فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْن ٥ وَحَرَّمْنَا عَلَیْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰٓی اَھْلِ بَیْتٍ یَّکْفُلُوْنَهٗ لَکُمْ وَھُمْ لَهٗ نٰصِحُوْن ٥ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓی اُمِّهٖ کَیْ تَقَرَّ عَیْنُھَا وَلَا تَحْزَن ۔۔الخ (۱۲)

''حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اپنی بیٹی (جس کا نام مریم بنت عمران یا کلثومہ تھا) کو حکم دیا یہ صندوق جہاں بہتا جائے تم بھی اس کو دیکھتی جاؤ۔ تو کلثومہ اسے (خفیہ) انداز میں اسے دیکھتی جا رہی تھی کہ لوگ یہ

نھیں سمجھ سکتے تھے کہ یہ اس صندوق کا تعاقب کر رہی ہے۔(جب صندوق فرعون کے محل کے پاس سے گذرا تو اس کے لوگوں نے اسے نکالا۔اس کی بیوی آسیہ نے کہا۔ میں تو اسے پالوں گی، یہ قتل نہیں ہوگا''

مولانا نعیم مراد آبادی ''خزائن العرفان فی تفسیر القرآن'' میں اس آیت کے ذیل میں بیان کرتے ہیں:

''چنانچہ جس قدر دائیاں حاضر کی گئیں ان میں سے کسی کی چھاتی آپ نے منہ میں نہ لی۔اس سے ان لوگوں کو بہت فکر ہوئی کہ کہیں سے کوئی ایسی دائی میسر آئے۔جس کا دودھ آپ پی لیں۔دائیوں کے ساتھ آپ کی ہمشیرہ بھی یہ دیکھنے چلی گئی تھیں،اب انہوں نے موقع پایا۔چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی بہن کلثومہ نے کہا کیا میں تمہیں ایسے دودھ پلانے والی کی پتا نہ بتاؤں؟ جو اسے پالے اور اچھی پرورش کرلے۔انہوں نے اس بات کو مان لیا۔لہذا ان کی خواہش پر ان کی بہن اپنی والدہ کو بلا لائیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی گود میں تھے اور وہ دودھ کیلئے روتے تھے۔فرعون آپ علیہ السلام کو شفقت کے ساتھ بہلاتا تھا۔جب آپ علیہ السلام کی والدہ آئیں اور آپ علیہ السلام نے اپنی والدہ کی خوشبو پائی تو آپ کو قرار آیا اور آپ نے ان کا دودھ پیا۔فرعون نے کہا،تو اس بچہ کی کون ہے؟ کہ اس نے تیرے سوا کسی کے دودھ کو منہ بھی نہ لگایا۔ان کی والدہ نے کہا کہ میں ایک عورت ہوں، پاک صاف رہتی ہوں۔میرا دودھ خوشگوار ہے،جسم خوشبودار ہے، اسلئے جن بچوں کے مزاج میں نفاست ہوتی ہے وہ دوسروں کا دودھ نہیں لیتے ہیں' میرا دودھ پی لیتے ہیں۔فرعون نے بچہ انہیں دیا اور دودھ پلانے پر ان کو مقرر کرکے فرزند کو اپنے گھر لیجانے کی اجازت دی۔چنانچہ آپ بچے کو اپنے مکان پر لے آئیں اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا۔اس طرح ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں اور وہ غمگین نہ رہیں۔اس وقت انہیں اطمینان کامل ہوگیا کہ یہ نبی ہیں۔''(۱۳)

عہد سلیمانی

حضرت سلیمان علیہ السلام کو ''ھدھد'' کا ملکہ سباء کی خبر دینے کا واقعہ قرآن میں سورہ نمل آیت نمبر ۲۴۔۲۰ میں آیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ o لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْلَا اَذْبَحَنَّهٗٓ اَوْلَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ o فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ o اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ o وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ (۱۴)

''اور (حضرت سلیمان علیہ السلام) نے پرندوں کا جائزہ لیا تو بولا مجھے کیا ہوا کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا یا وہ واقعی حاضر نہیں۔ضرور میں اسے سخت عذاب میں کروں گا یا ذبح کردوں گا یا کوئی روشن سند میرے پاس لائے۔تو ہدہد کچھ زیادہ دیر نہ ٹھہرا اور آکر عرض کی کہ میں بات دیکھ آیا ہوں جو حضور نے نہ دیکھی اور میں شہر

سبا سے حضور کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت دیکھی کہ ان پر بادشاہی کررہی ہے اور اسے ہر چیز میں سے ملا ہے اور اس کا بڑا تخت ہے۔ میں نے اس قوم کو پایا کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں سنوار کر ان کو سیدھی راہ سے روک دیا تو وہ راہ نہیں پاتے۔''

مندرجہ بالا واقعہ سے ذیل کے نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں:

i۔ ایک کمانڈر کو اپنے تمام ایجنٹوں کے حالات اور جائے پناہ کے بارے میں مکمل معلومات ہونی چاہئے جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دربار کے شروع میں تمام لوگوں کا جائزہ لیا تو ہدہد کو غیر حاضر پایا۔ تو فوراً اس کی انکوائری کی۔

ii۔ ایک کمانڈر کو اپنے ایجنٹوں کو ان کی کوتاہیوں پر مکمل گرفت کرنے کی مکمل آزادی اور اختیار حاصل ہونا چاہئے تاکہ ان کے اندر ڈسپلن پیدا ہو۔

iii۔ ایک جاسوس کو ہمیشہ بے لاگ ہونا چاہئے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنے سینئر کی عزت وتوقیر کا خیال نہ رکھیں۔

iv۔ ایک جاسوس کو ہمیشہ پکی اور یقینی خبر کی تلاش کرنی چاہئے جس کا کمانڈر کو مکمل طور یا جزوی طور پر علم نہ ہو، جیسا کہ ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ میں ایک ایسی یقینی خبر لایا ہوں جو انہیں معلوم نہیں۔

v۔ ایک جاسوس کو اتنا سمجھدار اور ذہین ہونا چاہئے کہ وہ حاصل شدہ معلومات کا بے لاگ تجزیہ کرسکے جیسا کہ ہدہد نے قوم سبا کا سورج کی پرستش کے بارے میں اپنا نقطہ نظر بیان کیا اور ان کا ایک اللہ کی عبادت نہ کرنے پر حیرانی کا اظہار کیا۔

vi۔ ایک جاسوس کو اپنے سامنے ہونے والے عمل کے پیچھے کارفرما ہاتھوں کی بھی سوجھ بوجھ ہونی چاہئے جیسا کہ ہدہد نے بیان کیا کہ قوم سبا کا ایک اللہ کی عبادت نہ کرنے میں شیطان لعین کے اوچھے ہتھکنڈوں کا عمل دخل ہے جس نے ان کو سیدھی راہ سے بہکا دیا ہے۔

عہد عیسوی

بائبل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ:

''جس شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ سولی دے دی گئی تھی اس کا نام یہودہ اسکریوتی تھا۔ آج تک اس بارے میں غیر جانبدارانہ تحقیق نہیں ہوسکی کہ وہ واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حواری تھا یا رومن استخبارات کا رکن تھا نیز وہ ایسا حواری تھا جو رومن استخباراتی اداروں کے ہاتھوں بک گیا تھا یا اسے عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں داخل کیا گیا تھا۔ بہر کیف بائبل نے اسے رومیوں کا جاسوس گردانا ہے۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں شامل ہوکر انتہائی اندرونی دائرہ کے حواریوں میں شامل ہوگیا تاکہ ان پر نظر رکھی جائے۔ رومیوں کو نزاریوں سے بغاوت کا کھٹکا تھا۔ لہٰذا رومی استخبارات کے افسر اعلیٰ تبری آس Tiberious نے یہودہ سکریوتی کو اس کام پر لگا دیا۔ اس کہانی کا انجام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے پر منتج ہوا۔'' (۱۵)

یاد رہے کہ اسلام اور قرآن اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کیا گیا تھا بلکہ قرآن کی رو سے وہ زندہ ہیں اور زندہ حالت میں انہیں آسمانوں پر اٹھا لیا گیا تھا۔

عہد جاہلیت

ماقبل کی بحث سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ سراغ رسانی کا فن زمانہ قدیم سے شروع ہو چکا تھا۔ یہ فن قبائلی معاشرے میں پروان چڑھا۔ مطلق العنان حکومتوں ہی میں ترقی کرتے کرتے استخبارات ایک منظّم فن کی شکل اختیار کر گیا تھا۔

عرب میں قبائلی لڑائیوں اور لمبی دشمنیوں نے اس فن کی اہمیت کو اور بھی اجاگر کر دیا تھا۔ اہل مکہ کو دشمنوں کی طرف سے حملوں کا خطرہ بھی رہتا تھا۔ انہوں نے بھی ایک ایسا استخباراتی نظام بنا رکھا تھا جو ان کی ضرورتوں کو پورا کرتا تھا اگرچہ وہ نظام خام تھا۔ مثلاً قرآن مجید اس بات کی تائید کرتا ہے کہ یہ لوگ صبح دم بے خبر دشمنوں پر حملہ آور ہوتے تھے۔ سورۃ عادیات میں ہے:

فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا (١٦)

اس طرح بیعت عقبہ کے واقعے پر غور فرمائیں تو یہ واضح ہوجاتا ہے کہ اہل مکہ کا استخباراتی نظام تھا۔ نیز حضور ﷺ کا مسلسل تعاقب کیا جاتا تھا۔ اگر ہم اس واقعے پر غور فرمائیں جس میں نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ ہجرت کا ارادہ فرمایا اور حضرت علیؓ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور حضرت علیؓ نبی کریم ﷺ کے بستر پر لیٹے رہے۔ یہ واقعہ بھی سراسر اہل مکہ کے استخباراتی نظام کی چغلی کھاتا ہے۔

ایک طرف اہل مکہ کا نظام استخبارات تھا جو کہ مسلمانوں کے خلاف یہود اور منافقین مدینہ کے تعاون سے کام کر رہا تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی صفت نبی ملحمہ ہے نیز آپ ﷺ پر جہاد فرض کر دیا گیا تھا، ایسے میں اس اہم شعبہ استخبارات کے بارے میں پیش رفت نہ کرنا کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس جانب خصوصی توجہ فرمائی، ڈاکٹر حمید اللہ صاحب فرماتے ہیں:

> ''اسلامی مملکت کے شعبہ اطلاعات و معلومات کو خصوصی طور پر فعال بنایا گیا۔ اندرون ملک کے ساتھ ساتھ بیرون ملک نامہ نگاروں کا تقرر کیا گیا جو کہ مکہ مکرمہ، نجد، طائف اور کئی دوسرے مقامات کے اسلام کے زیر اثر آنے سے پہلے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اطلاعات اور معلومات فراہم کرتے رہتے تھے۔'' (١٧)

حبشہ کے نجاشی

جب قریش کے مظالم ان گنت ہوگئے تو آپ ﷺ نے عام مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دے دیا۔ اس پر مسلمانوں نے حبشہ کی جانب اسلام کی پہلی ہجرت کی۔ حبشی کے بادشاہ ''نجاشی'' نے مسلمانوں کو حبشہ میں رہنے کی اجازت دے دی۔ قریشِ مکہ کو یہ ہرگز گوارہ نہ ہوا کہ مسلمان ان کے چنگل سے آزاد ہوکر امن و سکون کا سانس لیں۔ چنانچہ انہوں نے نجاشی کے دربار میں اپنے نمائندے بھیجے تاکہ مسلمانوں کو واپس لاکر ان پر ظلم و ستم کا بازار گرم کیا جائے۔ لیکن نجاشی نے مکمل تفتیش کی اور اس تفتیش کے ذریعے وہ معاملہ کی اصل حقیقت تک پہنچ گیا۔ اس پر یہ حقیقت عیاں ہوگئی کہ حق پر کون ہے؟ دونوں گروہوں کا نقطہ نظر سننے کے بعد فیصلہ مسلمانوں کے حق میں کیا۔

سکندر اعظم و چنگیز خان

دارا نے سکندر اعظم کے مقابلے میں محض اس لئے شکست اُٹھائی کہ اس کا جاسوسی کا کوئی نظام نہ تھا اور اس کے خلاف جاسوسوں کی مدد سے محض ایک دستے نے ہی پیش قدمی کر کے اسے شکست سے ہمکنار کر دیا۔ جبکہ چنگیز خاں کی مسلمانوں کے خلاف کامیابیوں کی ایک اہم وجہ جاسوسوں کا مؤثر استعمال تھا۔ سکندر اعظم کی کامیابی کی وجہ لکھتے ہوئے ایک مصنف یوں رقم طراز ہیں:

''سکندر اعظم جب ایشیاء فتح کرنے کی مہم پر یونان سے نکلا تو اس کے محکمہ استخبارات نے اسے اطلاع دی کہ یونانی افواج اور اتحادی دستوں میں روز افزوں بیقراری اور لاتعلقی کے آثار ہویدا ہیں۔ استخباراتی ادارے کی رائے کے مطابق سکندر نے اسی وقت اپنی ماتحت افسروں کو ایک گشتی مراسلہ جاری کیا۔ جس کی رُو سے اگلے دو دن لشکر غیر متحرک ہونا تھا۔ پڑاؤ سے یونان کو ایک دستہ ڈاک لے کر روانہ ہونا تھا۔ جس کسی نے اپنے اہل و عیال کو خطوط ارسال کرنے تھے، دوسرے دن شام تک مرکزی دفتر اپنے ارسال کرنے والے خطوط پہنچانے کا ذمہ دار تھا۔ اگلے دن سینکڑوں خطوط کے ساتھ یہ قافلہ روانہ ہوا۔ لیکن ڈاک اور قافلہ یونان نہیں پہنچ سکا۔ کیونکہ دو منزلوں کے فاصلے پر سکندر نے ایک سینسر سنٹر قائم کر دیا تھا۔ تمام ڈاک کو پڑھا گیا۔ لوگوں کے تاثرات، آراء اور تجاویز کا بغور جائزہ لیا گیا اور ان کی روشنی میں لائحہ عمل مرتب کیا گیا۔ چند دنوں کے بعد جب یہ افواج اپنے مقصد کے لیے روانہ ہوئیں تو کوئی بے قراری نہیں تھی۔ اور فوجی دستے سکندر کے ساتھ شانہ بشانہ رواں دواں تھے۔'' (۱۸)

کتاب ''رسول اکرم ﷺ کا نظام جاسوسی'' میں پروفیسر محمد صدیق قریشی جاسوسی کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں:

''دارا نے سکندر اعظم کے مقابلے میں محض اس لئے شکست اُٹھائی کہ اس کا جاسوسی کا کوئی نظام نہ تھا اور اس کے خلاف محض ایک دستے نے ہی پیش قدمی کر کے اسے شکست سے ہمکنار کر دیا۔ چنگیز خاں کی مسلمانوں کے خلاف حاصل شدہ کامیابیاں اس کی مؤثر جاسوسی نظام کی مرہونِ منت تھیں۔ اس دور کی ایک مثال دلچسپی سے خالی نہ ہوگی۔ چنگیز خاں کی مسلمانوں کے خلاف کامیابیوں کی ایک اہم وجہ جاسوسوں کا مؤثر استعمال تھا۔ چنگیز خاں نے بغداد میں مسلمانوں میں ہی سے ایک موقع پرست جاسوس کو پیسے کا لالچ دیکر جاسوسی کیلئے مقرر کیا، جہاں سے اس کو ایک اہم نقشہ چرانا تھا۔ اس کو ایک عجیب و غریب ترکیب سوجھی۔ اس نے سوچا کہ نقشہ کو اگر اپنے لباس یا جسم کے کسی حصہ میں چھپایا تو سپاہیوں کی نظروں سے ہرگز نہ بچ سکوں گا۔ چنانچہ اس نے استرا سے اپنا سر منڈوایا اس کے بعد اس نے اس اہم نقشہ کو اپنے رازدار کی مدد سے سر پر کھدوایا۔ اور پھر اس نے کچھ عرصے تک بال آنے کا انتظار کیا اور پھر وہ سپاہیوں کی نظر سے بچتے ہوئے نقشہ کو اُڑا لے جانے میں کامیاب ہوا۔'' (۱۹)

خلاصہ

سراغ رسانی کا فن اتنا ہی قدیم ہے جتنی کہ انسان کی تاریخ، پانچ ہزار قبل برس مصریوں کے ہاں ایک اچھی خاصی منظّم خفیہ ملازمت موجود تھی اور جاسوسی کے علم کا مطالعہ کئی ایک خفیہ علوم میں سے تھا۔ قدیم نسلوں، خاص کر امریکی ریڈ انڈین کا جاسوسی کی چھوٹی چھوٹی مہمات میں مہارت کی بناء پر خاصا نام تھا۔

ملک مغرب قدیم میں اس کو "حاکم"، اندلس میں "صاحب المدینہ"، تیونس، رے اور ایران میں گشتی پولیس کو "عریف" کہا جاتا تھا۔ آج کل اس کو "مقدمة الحارات" کہا جاتا ہے۔ سلف صالحین اس کو "شرطه" کہتے ہیں اور بعض اسے "صاحب العسعس" کہا کرتے تھے یعنی جرائم پیشہ لوگوں کو تلاش کرنے کے لئے یہ رات میں گشت کیا کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ استخباراتی جنگ کا سب سے پہلا شکار انسانیت کے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اہلیہ اماں حوّا علیہا السلام تھیں۔ شیطان نے اپنی باغیانہ روش کے تحت رحمان کے خلاف جو پہلی مہم جوئی کی وہ رحمان کی محبوب تخلیق انسان کو ذہنی پراگندگی میں مبتلا کر کے کی۔ قرآن مجید میں اس واقعے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

روایات تاریخ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنا جاسوسی کا ایک نیٹ ورک قائم کیا ہوا تھا حتیٰ کہ بعض اوقات پرندوں سے بھی جاسوسی کا کام لیا جاتا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو 'ھد ھد'' کا ملکہ سباء کی خبر دینے کا واقعہ قرآن میں سورہ نمل میں آیا ہے۔

جس شخص کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ سولی دے دی گئی تھی اس کا نام یہودہ اسکریوتی تھا۔ آج تک اس بارے میں غیر جانبدارانہ تحقیق نہیں ہو سکی کہ وہ واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حواری تھا یا رومن استخبارات کا رکن تھا نیز وہ ایسا حواری تھا جو رومن استخباراتی اداروں کے ہاتھوں بک گیا تھا یا اسے عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں داخل کیا گیا تھا۔ بہرکیف بائبل نے اسے رومیوں کا جاسوس گردانا ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ نارمن پالمر اینڈ تھامس بی الین، دی انسائیکلوپیڈیا آف اسپیخ، نیویارک، جرمنی بکس، سن ندارد ص۔۴۱۰

۲۔ القرآن ۷: ۲۰۔۔۲۵

۳۔ بائیبل کتاب پیدائش ۳: ۱

۴۔ الجوزی، ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی، المنتظم التاریخ، شبکہ مشکات اسلامیہ، بموجب ۲۰ مئی ۲۰۰۸، ص ۱۴

۵۔ ایضاً ص ۱۴

۶۔ القرآن، یوسف، ۸۷

۷۔ القرآن، ۱۲: ۵

۸۔ بائیبل کتاب پیدائش ۳۷: ۲ تا ۱۱

۹۔ ایضاً کتاب پیدائش باب ۴۲، آیات ۷ تا ۱۵

۱۰۔ القرآن، ۱۲: ۵۸

۱۱۔ سن زو، آرٹ آف وار، مترجم: سیموئل گرفتھ، لنڈن، ڈنکن بئرڈ پبلشرز، ۲۰۰۵، ص ۶۳

۱۲۔ القرآن، القصص، ۱۲: ۱۳

۱۳۔ مولانا نعیم مرادآبادی، خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مکتبہ المدینہ، سن ندارد، سورہ القصص، ۱۲: ۱۳

۱۴۔ القرآن، سورہ نمل، آیات ۱۲: ۱۳

۱۵۔ محولہ بالا دی آرٹ آف وار، ص ۱۷

۱۶۔ القرآن، سورہ العادیات، آیات ۳

۱۷۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، محمد رسول اللہ ﷺ، ترجمہ و توضیح: پروفیسر خالد پرویز۔ لاہور، بیکن بکس اردو بازار، ۲۰۰۵، ص ۲۱۰

۱۸۔ محمد صدیق قریشی، رسول ﷺ کا نظام جاسوسی، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۹۰، ص ۱۳

۱۹۔ ایضاً ص ۱۳